(القرآن) إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کا مختصر تعارف

از

مولانا حافظ محمد ندیم قاسمی ایم اے

ناشر
مکتبہ سید احمد شہید
کچہری روڈ پسرور سیالکوٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	اولادِ رسول ﷺ کا مختصر تعارف
مصنف	....	مولانا محمد ندیم قاسمی
اشاعت اوّل	....	اپریل 2006ء
اشاعت دوئم	....	اپریل 2010ء
صفحات	....	48
تعداد	....	1100
قیمت	....	40 روپے
ناشر	....	مکتبہ سید احمد شہید کچہری روڈ، پسرور
		موبائل نمبر: 0300-6175026

ملنے کے پتے

☆...... مکتبہ عمر بن العاصؓ، لاہور

☆...... تالیفات ختم نبوت، لاہور

☆...... مکتبہ حسن، لاہور

☆...... مکتبہ شہید اسلام، اسلام آباد

☆...... مکتبہ امیر معاویہؓ، راولپنڈی مرکز

☆...... مکتبہ سراجیہ، سرگودھا

☆...... مدنی کتب خانہ، مانسہرہ

☆...... مکتبہ اہل سنت، فیصل آباد

☆...... مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد

☆...... ادارہ اشاعت الخیر، ملتان

☆...... اسلامیہ کتب خانہ، ایبٹ آباد

☆...... مکتبہ الاحمد، ڈیرہ اسماعیل خان

☆...... الخلیل پبلیشنگ ہاؤس، راولپنڈی

☆...... قرآن محل، راولپنڈی

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پہلے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور بعثتِ نبوت سے قبل ہی انتقال کر گئے۔ دو سال کی عمر پائی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اتنا زمانہ زندہ رہے کہ سواری پر سوار ہونے کے قابل ہوگئے تھے۔ انہیں کے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ''ابوالقاسم'' مشہور ہوئی۔ مکہ میں ہی ولادت ہوئی اور وہیں انتقال ہوا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۴)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بیٹے کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی طرح ان کی والدہ کا نام بھی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔ ان کے لقب طاہر طیب ہیں۔ عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے۔ ایک سال چھ ماہ آٹھ دن زندہ رہے اور طائف میں وفات پائی۔ (امہات المومنین ص ۲۴)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اولاد ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ ابو رافع نے حاضر خدمت ہوکر ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ اس بشارت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کو ایک غلام عنایت فرمایا۔ ساتویں روز اس شہزادہ رسول کا عقیقہ کیا۔ دو مینڈھے ذبح کرائے۔ سر منڈایا، بالوں کے برابر چاندی خیرات کی۔ بال زمین مین دفن کیئے۔ نام ابراہیم رکھا۔ تقریباً سولہ ماہ زندہ رہ کر ۱۰ھ میں انتقال کر گیا۔

(بنات اربعہ بحوالہ زادالمعاد لابن قیم)

دل کی بات

حضور ﷺ امام الانبیاء، خاتم النبیین ہیں اور ہر مسلمان کا یہ پختہ ایمان ہے کہ ہمارے نبی تمام انبیاء ورسل سے افضل ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے خاندان ازواج مطہرات، اولادؓ، رفقاء، نواسے، نواسیاں بھی شان والے ہیں۔ ان سے بغض و کدورت رکھنے والے طبقات وافراد جو حقیقت میں اسلام کے باغی ہیں۔ آئے روز یہ پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہیں کہ حضور ﷺ کی صرف ایک بیٹی ہے۔ باقی حضور ﷺ کی کوئی اولاد نہیں، ہر دور میں علماء حقہ نے صحابہؓ و اہلبیتؓ کی عزت وناموس کا تحفظ کرتے ہوئے حق وصداقت کی شمع روشن کی ہے اور نسل نو کے ذہن میں اہل بیت رسول، اولاد رسول، اصحاب رسول کی محبت اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔

احقر کا بھی اس سلسلہ میں اولادِ رسول کے مختصر تعارف پر مشتمل چھوٹا سا کتابچہ پیش خدمت ہے۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ خالق اسے شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے نافع بنائے۔ آمین

دعا گو

محمد ندیم قاسمی

2 فروری 2006ء

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ بعثت سے دس سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت تیس برس تھی۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی رفیقہ حیات ہیں۔

ابتدائی حالات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی اعلان نبوت فرمایا تو جس طرح سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی اعلان پر قبول فرمالیا۔ اور ان کے ساتھ ہی سیدہ رضی اللہ عنہا کی اولاد بھی مشرف با اسلام ہوئی۔ اس وقت سیدہ زینبؓ کی عمر مبارک دس سال تھی۔ (البدایہ والنھایہ جلد۳ ص۳۱۱)

آمنہ کے لعل کی دعوت وتوحید کے جواب میں کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمان والوں کو مصائب وآلام میں مبتلا کیا۔ ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دین حق کی دعوت دے رہے تھے کفارِ مکہ نے ظلم وستم کیا اتنے میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک پانی کا بڑا پیالہ اور ایک رومال اٹھائے ہوئے حاضر ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا اور رومال سے چہرہ انور کو صاف کیا۔ اور اپنی لختِ جگر سے فرمایا........

بیٹی! دوپٹہ کو سینہ پر ڈال لو اور ان حالات میں اپنے والد پر کوئی خوف نہ

کرنا۔خلاق عالم حافظ و ناصر ہے۔

یعنی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اسلام کے ابتدائی ایام میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے داعی اسلام کی خاطر مشکلات برداشت کیں۔ اور شعب ابی طالب میں محصوری کے ایام میں سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تین سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابو العاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے اور یہ نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہوا۔ اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ کے صاحب ثروت، شریف اور امانت دار اشخاص میں سے تھے۔

مشرکین مکہ کے ناپاک عزائم پیوند زمین:

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ نے ہر طرح کی تکالیف پہنچائیں۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صدا سے پورے مکے میں انقلاب برپا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کیلیے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس بات پر اکسایا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دو۔لیکن انہوں نے مشرکین کے ناپاک عزائم خاک میں ملاتے ہوئے انکار کر دیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔فرماتے ہیں...... قَالَ لَا واللّٰہ اذن لا افارق حاجبتی...... ''اللہ کی قسم میں اپنی بیوی سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی العاص رضی اللہ عنہ کی دامادی کو بنظر تحسین دیکھا، اور اس بات کو سراہا کہ اس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق نہ دے کر

قریش کی شرارت ناکام بنادی۔

اور شعبِ ابی طالب میں محصوری کے ایام میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی محصور حضرات کے ساتھ خیر خواہی اور خوراک کی فراہمی ان کے اسلام لانے کا ذریعہ بنی۔ (البدایۃ ج۳ص۳۱۲)

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے" ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ہماری دامادی کی بہترین رعائیت کی ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے"

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت اور تکالیف:

نبوت کے تیرھویں سال جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی، اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے سسرال کے ہاں تھیں۔ اور جنگِ بدر میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہو کر آئے اور گرفتار ہوئے۔ اور اس شرط پر رہا ہوئے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ سے مدینہ بھیج دیں گے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۸ ص۲۰)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ رہا ہو کر مکہ پہنچے اور اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو روانہ کیا، کفار کے خوف کی وجہ سے انہوں نے ہتھیار بھی ساتھ لے لئے، مقام ذی طوی پر قریش کے چند آدمیوں نے روک لیا، ہبار بن اسود نے ظلم کرتے ہوئے نیزہ مار کر سیدہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ سے گرا دیا۔ جس کی وجہ سے انکا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے آتش دان سے تیر نکالے کہ اگر کوئی قریب آیا تو میں اس کو تیروں کے ساتھ ہلاک کر دوں گا۔

کفار قریش نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جو ہمارے ستر بڑے بڑے روساء قتل کیے ہیں۔ اگر ہم ان کی بیٹی کو علانیہ جانے دیں گے تو لوگ ہماری

کمزوری سمجھیں گے۔ اس لئے انہیں رات کی تاریکی میں چند یوم کے بعد لے جانا۔ کنانہ نے رائے تسلیم کرلی اور چند دنوں کے بعد رات کے وقت ان کو مدینہ پہنچایا۔ (زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۳)

سیدہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لخت جگر نے اسلام کیلئے ہجرت کی اور تمام مصائب و آلام دین کیلئے برداشت کئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر جب دربارِ رسالت میں آئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......

"ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی صیبت فی"

"زینب رضی اللہ عنہا میری بہترین بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے ستایا گیا، یہ افضل بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے روکا گیا"۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے جب تک اسلام قبول نہیں کیا تھا مکہ میں مقیم تھے... اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقیم تھیں۔

مکہ معظمہ سے قریش کا ایک قافلہ جمادی الاول ٦ ھ میں شام کیلئے عازم سفر ہوا۔اور ابوالعاص بھی اس میں شریک تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو 170 سواروں کے ہمراہ قافلہ کے تعاقب کے لئے روانہ کیا اور مقام عیص پر قافلہ ملا۔ کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور باقی بھاگنے میں کامیاب ہوگئے ان کا مال اسباب لوٹ لیا گیا۔

ابوالعاص حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو حضرت

زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو پناہ دے دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا...... "ان کی خاطر داری اچھی کرنا اور ان کو باعزت رکھنا اور ازدواجی تعلق سے پرہیز کرنا۔"

اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سفارش پر تمام مال واسباب ان کے حوالہ کر دیا گیا۔ ابوالعاص نے مدینہ جا کر تمام مال لوگوں میں، جس جس کا مال تھا اس کے حوالہ کیا، اور پوچھا کہ کسی کا کوئی مال اب میرے ذمہ باقی تو نہیں تو تمام لوگوں نے کہا......

"فجزاك الله خيرا فقد وجدناك وفيا كريما"

اللہ تمہیں جزائے خیر دے، ہم نے تمہیں بڑا شریف اور وفادار پایا۔

اس کے بعد قریش مکہ کے سامنے اسلام کا اعلان کیا اور مکہ سے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے حوالہ کر دیا، چونکہ حالت شرک کی وجہ سے ان میں تفریق ہوگئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا دوبارہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آ گئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا لباس:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ سادہ لباس زیبِ تن فرمایا۔ لیکن بعض اوقات قیمتی لباس بھی استعمال کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر ایک قمیص دھاری دار حریر سے بنی ہوئی دیکھی۔

(طبقات جلد ۸ ص ۲۲)

اور اسلام میں اس قسم کا قیمتی لباس استعمال کرنا جائز ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دو بچے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے تھے۔ ایک کا نام علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ ہے اور ایک بیٹی ہے جس کا نام امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا ہے۔

اس علی کے متعلق ایک روایت ہے کہ انہوں نے بچپن میں وفات پائی اور ایک دوسری روایت کے مطابق یہ سن رشد کو پہنچے اور یرموک کے معرکہ میں جام شہادت نوش کیا۔

ایک روایت کے مطابق اس علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں پرورش پائی، اور جب فتح مکہ ہوا تو یہی علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ردیف تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور حضرت امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو تو حضور۔ اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے کہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں نماز ادا فرمائی، جب رکوع جاتے تو ان کو اتار دیتے، جب کھڑے ہوتے تو ان کو اپنے اوپر چڑھا لیتے، اسی طرح نماز پوری فرمائی۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۷۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدایہ کیں، اس میں ایک زریں ہار بھی تھا۔ اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمام

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا تشریف فرماتھیں۔ اور یہی امامہ بنت ابوالعاص صحن میں کھیل رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کہ یہ ہار کیسا ہے؟ سب نے کہا کہ ایسا خوبصورت ہار تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا اور فرمایا......

"لَا دفعتها اِلی احب اهلی الی"

"یہ ہار میں اس کو دوں گا جو میرے اہل بیت میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے"

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قیمتی ہار خود اپنے دست رحمت سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں پہنا دیا۔ (اسد الغابہ ج ۵)

اور اسی طرح جنگ بدر کے اختتام پر جب مال اسباب اکٹھا کیا گیا، تو اس وقت حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ جب ابوالعاص قیدیوں میں آئے تو وہ ہار جو شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو دیا تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تو وہی ہار ہے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو دیا تھا۔ اگر اجازت ہو تو یہ ہار میں اپنی بیٹی کو واپس کردوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف واپس بھیج دیا۔

امامہ رضی اللہ عنہا بنت ابوالعاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں:

جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری بڑی بہن حضرت

زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سن شعور کو پہنچ چکی ہے، ان سے نکاح فرمانا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بعد ہی امامہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنی۔ یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا نکاح مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا اور مغیرہ کے ہی نکاح میں وفات پائی۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۴)

سیدہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال:

نکاح جدید کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں، اور ۸ھ کو انتقال کیا، جیسا کہ عرض کیا جا چکا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ تشریف لائیں تو دوران ہجرت ہبار بن اسود کے نیزہ سے زخمی ہوئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کا وہی زخم دوبارہ تازہ ہوگیا۔ جو ان کی وفات کا سبب بنا۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے اکابرین صاحب قلم حضرات نے ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ

"فکانوا یرونها ماتت شهیدة"

کیونکہ ہجرت کے دوران جو زخم لگا تھا اس زخم کی وجہ سے ان کا انتقال ہوا تو حافظ ابن کثیر نے لکھا کہ ان کو شہیدہ کے نام سے تعبیر کیا جانا چاہیے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غم زدہ ہوئے اور تمام بہنیں اس حادثہ فاجعہ سے اور تمام عورتیں شدت جذبات سے رو دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا سن کر حاضر ہوئے، عورتوں کو روتا ہوا دیکھ کر آپ نے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

مهما یا عمر ثم قال ایاکن و نعیق اشیطان ثم قال انه مهما کان من العین و من القلب فمن الله عزوجل ومن الرحمته وماکان من الید ومن اللسان ممن الشیطن۔ (مشکوٰۃ)

''فرمایا! اے عمر سختی سے ٹھہر جائیں پھر سرکار دو جہاں ﷺ نے عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطانی آوازیں نکالنے سے پرہیز کریں پھر فرمایا جو آنسو آنکھوں سے بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے تو یہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی رحمت سے ہے۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا اعزاز:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کا اہتمام حضور ﷺ کی نگرانی میں ہوا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے غسل دیا حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حضرت زنیب کے انتقال کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ زنیب رضی اللہ عنہا کے نہلانے کا انتظام کرو، پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے، اور اس پانی کے ساتھ غسل دیا جائے اور غسل کے بعد کافور کی خوشبو لگائی جائے۔ جب فارغ ہو جائیں تو مجھے اطلاع کرنا۔

فلما فرغنا اذناہ فاعطانا حقرہ فقال اشعرنها ایاہ تعنی ازارہ۔

ارشاد فرمایا کہ جب تم غسل زنیب رضی اللہ عنہا سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا، پس ہم نے اطلاع کر دی۔ تو حضور ﷺ نے اپنا تہبند اتار کر جسم اطہر سے عنائیت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے اس تہبند کو کفن کے ساتھ رکھ دو۔

(بخاری ج ا ص ۱۸۷)

اور مولانا نافع صاحب نے بنات اربعہ ص ۱۴۷ پر حافظ ابن حجر کے حوالہ

سے ایک عجیب بات لکھی ہے۔وہ فرماتے ہیں:

آنجناب ﷺ نے اپنا تہہ بند مبارک اتار کر پہلے ہی ان کے حوالے نہیں کردیا، کہ کفن میں شامل کریں بلکہ ارشاد فرمایا کہ جب تم نہلا چکو تو مجھے اطلاع کرنا اس میں حکمت یہ تھی کہ نبی اقدس ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ وہ تہہ بند زیادہ دیر لگا رہے، اور قریب تر وقت میں اپنے جسم سے منتقل ہو اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے جسم سے لگے۔تہہ بند کے منتقل کرنے میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

سیدہؓ کا جنازہ:

جب سیدہ کا جنازہ تیار ہوگیا، تو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ پردہ داری سے میت کی تدفین کے لئے لیجایا گیا۔

اوراس بابرکت جنازہ میں جہاں مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے شرکت کی وہاں خواتین اسلام بھی شریک ہوئیں اورتمام خواتین سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ تشریف لائیں تھیں۔کیونکہ سیدہؓ خود اپنی بڑی بہن کے ساتھ محبت ومودت کا اظہار کرتے ہوئے تشریف لائیں اوراپنی پیاری بہن کے حق میں دعاءِ مغفرت فرمائی۔

سیدہ کا ایک اوراعزاز:

خالق ارض وسموات نے سیدہ زینبؓ کوایک اعزاز یہ بھی دیا کہ ان کا جنازہ امام الانبیاء نے پڑھایا اورروایات میں آتا ہے۔

وصلی علیها رسول الله ﷺ

''حضرت زینبؓ کا جنازہ حضور ﷺ نے پڑھایا''

اور یہ وہ شرفِ عظیم ہے کہ جوامت میں خاص خاص افراد کو ہی حاصل ہوا

ہے چونکہ حضور ﷺ کا کسی کا جنازہ پڑھانا، یہ اس کے ساتھ عقیدت، محبت، انس، پیار، کی بات ہے۔ اور اس کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت ہے۔

حضور ﷺ قبرِ زینب میں خود اترے:

سیدہؓ کے جنازہ کے بعد تدفین کے مرحلہ میں حضرات صحابہ کرام فرماتے ہیں، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ امام الاولین والآخرین کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی معیت میں سیدہؓ کو دفنانے کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ہم قبر پر پہنچے تو حضور ﷺ بڑے مغموم بیٹھے تھے۔ ہم میں سے کسی نے بھی حضور ﷺ کو مغموم دیکھ کر بات کرنے کی ہمت نہ کی۔ ابھی قبر کی لحد تیار ہونے میں کچھ دیر تھی۔ ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ قبر کے قریب بیٹھ کر انتظار فرمانے لگے۔ جب قبر تیار ہوگئی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ قبر تیار ہو گئی ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ خود قبر میں اترے اور تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ قبر سے باہر تشریف لائے۔ تو چہرہ انور کھلا ہوا تھا۔ اور غم کے کچھ آثار کم تھے۔ طبیعت بشاش تھی۔

اب عشاق عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اس سے پہلے آپ ﷺ کی طبیعت کے مغموم ہونے کے پیشِ نظر کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اب آپ کی طبیعت میں بشاشت ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

تو امام الانبیاء ﷺ نے فرماتے ہیں۔

”قبر کی تنگی اور خوفنا کی میرے سامنے تھی۔ اور سیدہ زینبؓ کی کمزوری اور ضعف بھی میرے سامنے تھا، اس بات نے مجھے رنجیدہ خاطر کیا“

پس میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی ہے کہ زینب کیلئے اس حالت کو آسان فرمادیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالیا اور سیدہ زینبؓ کیلئے آسانی فرمادی۔

قارئین کرام!

ہم نے بڑے اختصار کے ساتھ سیدہ زینبؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پیدائش تا وفات لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بڑی لخت جگر کے ساتھ کیسا مشفقانہ معاملہ تھا کہ زندگی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل رہی اور وفات کے بعد تمام معاملات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہوئے۔ (رضی اللہ عنہا)

☆

☆☆☆

☆☆☆☆☆

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں اور یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں ان کی والدہ کا نام سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد ہے یہ سیدہ زینب کے تین برس بعد یعنی ۳۳ قبل نبوت میں پیدا ہوئیں۔

ابتدائی حالات اور قبول اسلام:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پرورش پائی اور جب پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت فرمایا تو اس وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سات سال تھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام قبول کی سعادت حاصل ہوئی۔

واسلمت حین اسلمت امها خدیجة بنت خویلد وبایعت رسول الله هی و اخو تها حین بایعه النسآء۔

"یعنی جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد اسلام لائیں تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسلام قبول کرلیا اور جب دوسری عورتوں نے بیعت کی تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی اور ان کی بہنوں نے بھی جناب رسالت مآب کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔" (طبقات ابن سعد ص ۲۴ جلد ۸)

قبل از اسلام سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

قبل از اسلام سرکار دو عالم نے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچا

ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کیا تھا اور رخصتی ہونا باقی تھی۔

جب سرکار دو عالم خاتم النبیین ﷺ کے عظیم منصب پر فائز ہوئے پیغمبر دو عالم ﷺ کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے اور پیغام حق کے مقابلہ میں کفر وشرک کی ترویج واشاعت کرنے کی وجہ سے خالق ارض وسموات نے وحی کا نزول کر کے ابو لہب اور اس کی بیوی کی مذمت فرمائی۔

تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو بلا کر کہا کہ اگر تم محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے کر ان سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارا میرے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے، دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور دختران رسول ﷺ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

دختران رسول کو طلاق دینا محض رسول خدا ﷺ کو اذیت دینے کے لئے تھا اور یہ قدرت کا فیصلہ بھی تھا کہ نبی کی پاک بنات طیبات ناپاک عتبہ وعتیبہ کی گھر والیاں نہ بنیں۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا عثمان ابن عفان کو داماد رسول ہونے کا شرف عطا فرما دیا، چنانچہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور ﷺ نے بحکم خداوندی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور انہیں وہ سعادت کبری حاصل ہوئی جو ان کی دستار فضیلت کا درخشاں گوہر ہے۔ (ابن سعد بحوالہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ ص ۲۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ میں عزیزہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دوں چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا

نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف میں کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی۔ (کنز العمال ج ٦ ص ٣٧٥)

اور ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میں نے کسی بیوی کے ساتھ یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح اللہ کی وحی کے بغیر نہیں کیا، اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ہجرت حبشہ:

مکہ شریف میں اسلام کی روز افزوں ترقی نے قریش مکہ کی نیندیں حرام کر دیں تو انہوں نے اہل ایمان کو تیر جفا کا نشانہ بنانے کا پروگرام بنایا جب کفار کے مظالم حد برداشت سے بڑھ گئے تو نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور راہ خدا وندی میں ہجرت کرنے والوں کا یہ پہلا قافلہ تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"یہ جوڑا خوبصورت ہے"

جب حبشہ سے واپس تشریف لائے تو مکے کی سرزمین پہلے سے زیادہ خراب تھی چنانچہ دوبارہ ہجرت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کچھ حال معلوم نہ ہوا، اس دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے مکے آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے بارہ میں پوچھا تو اس نے آپ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خیریت کی اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو"

اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کی۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۵۷)

مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت:

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ عرصہ مقیم نہیں رہے جب ان کو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمانے والے ہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام کے ہمراہ مکہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ تشریف لے گئے، جہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رابطہ اخوت حضرت حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت کے ساتھ قائم ہوا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہی کے گھر میں قیام فرمایا۔
(ذوالنورین ص ۲۶)

خالق نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو حسن و جمال کے وصف سے خوب نوازا تھا روایات میں آتا ہے:

و كانت ذات جمال رائع۔

''اور (رقیہ رضی اللہ عنہا) نہایت حسن و جمال کی حامل تھیں''

اس لئے مکے کی خواتین ان دونوں (سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) پر رشک کرتیں تھیں اور انکے حسن و جمال کی تعریف میں یہ اشعار پڑھا کرتی تھیں۔

احسن شخصين رأى انسان
رقيه رضی اللہ عنہا و بعلها عثمان رضی اللہ عنہ

انسان نے حسن و جمال میں جو بے مثال جوڑا دیکھا ہے وہ سیدہ

رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۳۵۷)

اور سیرت حلبیہ نے حضرت کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ

''اگر آپ زمین والوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی جھلک دیکھنا چاہیں تو عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھیے۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء نے مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گوشت کی پلیٹ دے کر بھیجا کہ ان کو دے آؤں، جب میں ان کے ہاں گیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے خوبصورت جوڑا نہیں دیکھا، میں کبھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتا اور کبھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف میں جب دیر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اتنی دیر کیوں لگائی، تو میں نے وجہ بتلائی کہ زوجین کے حسن و جمال کی وجہ سے دیر ہوئی ہے، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے ان سے زیادہ حسین وجمیل جوڑا دیکھا ہے، میں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اس لخت جگر سے بڑی محبت تھی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک خادمہ عیاش نامی عطا فرمائی تھی تاکہ وہ گھر کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹائے۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۶۰۷)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف لے جایا کرتے تھے جو ان سے شفقت ومحبت کی دلیل ہے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اپنے خاوند کی خدمت:

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے

اس وقت سیدہ رقیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دھو رہی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدمت کو دیکھ کر فرمایا!

"اے بیٹی اپنے خاوند عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اچھا سلوک رکھا کریں اور حسن معاملہ کے ساتھ زندگی گزاریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ میرے اصحاب میں سے خلق اخلاق میں میرے ساتھ مشابہ ہیں۔"

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

حبشہ کے زمانہ قیام میں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور اس بچے عبداللہ کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ مشہور ہوئی اس عبداللہ کے بارہ میں ایک روایت یہ ہے کہ عبداللہ کا چھ سال کی عمر میں ایک مرغ کا ٹھونگ لگنے سے آنکھ زخمی ہوئی اور اس زخم کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق یہ عبداللہ جنگ یرموک میں شہید ہوا اور اس نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے دین اسلام کی ایک بڑی عظیم جنگ میں جرأت و بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں:

ایک دن حضرت عثمان نے شہد اور نقی سے مرکب عمدہ طعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے وہ طعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا امِ سلمیٰ رضی اللہ عنہا یہ طعام کس نے ہدیہ بھیجا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔

تو حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی، اور فرمایا!

"اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں تو بھی ان سے راضی ہو"

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو قبول کر کے دعا کرنا ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری:

۲ھ غزوہ بدر کا سال تھا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو خسرہ کے دانے نکلے اور سخت تکلیف ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام رشک ملکوت ۳۱۳ نفوس قدسیہ اسلام کے پہلے غزوہ میں شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا، عثمان رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہیں آپ ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں ہی مقیم رہیں، دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو مدینہ طیبہ میں رکنے کا حکم فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ میں ان اول مجاہدین اسلام کے ساتھ غزوہ بدر میں شمولیت حاصل کر کے سعادت حاصل کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خواہش کے جواب میں فرمایا۔

ان لك اجر رجل ممن شهد بدرًا وسهمه

"آپ کے لئے بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ہے اور غنائم میں بھی ان کے برابر حصہ ہے" (بخاری جلد ۱ ص ۵۲۳)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک اہم اعزاز:

سیدنا عثمان بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کے لئے رکے اور بدر میں شرکت نہیں فرمائی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکاء بدر کے اعزاز اور غنائم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برابر کا حصہ دیا گویا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کا درجہ جہاد کے برابر قرار دیا۔

حافظ نورالدین الہیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے:

"و تخلف عن بدر علیها باذن رسول الله صلی الله علیه وسلم و ضرب له رسول الله صلی الله علیه وسلم سهمان اهل بدر وقال و اجری یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال و اجرك"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحکم رسول غزوہ بدر سے پیچھے رہ گئے تھے ان کے ذمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری تھی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدر کے غنائم کے حصوں میں برابر حصہ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اجر کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اجر بھی باقی اہل بدر کے ساتھ برابر ہے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

۲ھ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر میں شریک تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال پر ملال ہوا۔ غم گسار شوہر کی کوئی جدوجہد کامیاب نہ ہوئی اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سفر آخرت پر روانہ ہوئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراجعت کا انتظار کئے بغیر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو سپرد خاک کر دینا چاہا کیونکہ شریعت اسلامی نے تدفین میت میں

عجلت کا حکم دیا ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما مخدومہ جہاں کو دفن کر رہے تھے قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی کہ صدائے تکبیر سنائی دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا یہ صدائے تکبیر کیسی ہے؟ اسامہ آگے بڑھے تو کیا دیکھا کہ ان کے والد حضرت زید بن رضی اللہ عنہ حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ جدعا پر سوار آرہے تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے مدینہ آ کر فتح کا مژدہ سنایا۔

خوشی وغم ساتھ ساتھ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر فتح بدر کی خوشی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی لخت جگر کی دائمی مفارقت کا صدمہ بھی، اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہجرت کے ایک سال پانچ ماہ بعد ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی وجہ سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں اور کفن دفن میں شریک نہ ہو سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لائے اور اپنی پیاری بیٹی کے حق میں تحسر کے کلمات ارشاد فرمائے۔

الحقي يسلفنا عثمان ابن مظعون۔

"یعنی عثمان بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ"

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون اوّلین مسلمین میں سے تھے مدینہ شریف میں ہجرت کے بعد پہلے وفات پانے والے یہی شخص ہیں)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واویلا کرنے سے منع فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا سن کر عورتیں بھی حاضر ہوئیں اور رونا شروع کر دیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کو کوڑا لے کر مارنے کے لئے اٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا رونے میں کوئی حرج نہیں، لیکن نوحہ و بین شیطانی حرکت ہے اس سے قطعاً بچنا چاہیے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اپنی بہن سے محبت:

سیدہ عالم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں وہ قبر کے پاس بیٹھ کر اپنی پیاری بہن کے غم میں رونے لگیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ شفقت سیدہ عالم کے چہرے سے آنسو پونچھتے جاتے اور انہیں صبر وسکون کی تلقین فرمائی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ”رقیہ رضی اللہ عنہا کی ضعیفی مجھے معلوم ہے۔ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ رقیہ کو قبر کی گرفت سے پناہ دے تو اللہ تعالیٰ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو معاف فرما دیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تعزیت پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا!

الحمدللہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے شریف بیٹیوں کا دفن ہونا بھی عزت کی بات ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ

”بھلائیوں میں سے ہے بیٹیوں کا دفن ہونا“

☆☆☆☆☆

حضرت سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا

نام ونسب:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں، جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ یہ کنیت کی وجہ سے مشہور ہوئیں۔ کوئی الگ نام معروف نہیں ہے۔

قبولِ اسلام اور بیعت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں ہوش سنبھالا او رآغوشِ رسالت میں پرورش پائی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔ تو اپنی والدہ کے ساتھ ہی اسلام قبول فرمالیا۔

"وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هي و اخوتها حين بايعة النساء"

(طبقات ابن سعد)

''سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اپنی بہنوں اور دوسری خواتین کے ہمراہ بیعت لی۔''

اسلام کیلئے آزمائش:

قبولِ اسلام کی وجہ سے مختلف مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑا، شعب ابی طالب میں اپنی بہنوں اور ابا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

اور سب سے بڑا ستم یہ کہ اعلان نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے لڑکے عتیبہ سے کردیا تھا۔ لیکن

ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب اسلام کا دور آیا، حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا، قرآن کا نزول شروع ہوا تو مشرکین مکہ کی ستم کاریاں حد سے بڑھیں۔ کفار نے اسلام کا راستہ روکنے کیلئے مختلف انداز اختیار کئے۔ مشرکین مکہ کے سرغنہ ابوجہل و ابولہب نے اسلام کے عالمی اور آفاقی پیغام کو روکنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا۔

ابولہب نے اپنے بیٹے عتیبہ سے کہا کہ حضور ﷺ کی بیٹی کو طلاق دے دو، بیٹے نے والدین کے مجبور کرنے پر طلاق دے دی۔ لیکن عتیبہ نے فقط طلاق پر اطلاق نہ کیا بلکہ طلاق دے کر حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ

''میں آپ کے دین کا منکر ہوں اور آپ کی صاحبزادی کو طلاق دے دی ہے وہ مجھ کو پسند نہیں کرتی اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔''

اس کے بعد حضور ﷺ پر حملہ کیا اور آپ ﷺ کا پیراہن مبارک چاک کر دیا اس پر حضور ﷺ نے اس کے حق میں بددعاء فرمائی کہ

اللهم سلط عليه كلب من كلابك

''اے اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے۔''

چنانچہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ ملک شام گیا۔ راستہ میں مقام زرقاء میں اترا، ابولہب اور عتیبہ بھی اس قافلہ میں تھے۔ رات کے وقت ایک شیر آیا۔ وہ شیر قافلہ والوں کے چہروں کو دیکھتا جاتا تھا اور سونگھتا جاتا تھا۔ جب عتیبہ پر پہنچا تو فوراً اس کا سر چبا لیا۔ عتیبہ کا اسی وقت دم نکل گیا اور شیر ایسا غائب ہوا کہ کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ (زرقانی ج۳ص۱۸۹)

خالق کو یہی منظور تھا کہ پاک باز خواتین (سیدہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ) ناپاک مشرکین کے گھر نہ جائیں۔

دختران داعیٔ اسلام کو طلاق کا صدمہ صرف دین کی خاطر برداشت کرنا پڑا...... جوانہوں نے صبر و استقامت سے برداشت کیا اور خالق کے ہاں انعام و اکرام کی مستحق بنیں......

سیدہ اُمّ کلثومؓ کی ہجرت:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کے خاندان کے جو افراد مکے میں رہ گئے تھے ان میں حضرت اُمّ کلثومؓ بھی شامل تھیں۔ رحمت دو عالم ﷺ کو اپنی بچیوں کی جدائی کا صدمہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کو لانے کیلئے ایک دفعہ حضرت زید بن حارثہؓ اور ابو رافعؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا اور ان کیلئے سواری کا انتظام فرمایا، تاکہ آپ ﷺ کے خاندان کو لانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔

سیدہ زینبؓ کو ان کے زوج ابو العاص نے روک لیا تھا۔ سیدہ زینبؓ نے بعد میں ہجرت کی جبکہ حضرت رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے ساتھ مدینہ آ گئیں۔

سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں بہنیں اکٹھی ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں۔ اس سفر کے تمام اخراجات پانچ سو درہم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیش خدمت کئے اور ثواب دارین حاصل کیا۔

سیدہ ام کلثومؓ کی تزویج:

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ نبی کا کوئی کام رب کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔ حضور ﷺ نے ایک موقع پر اپنی صاحبزادیوں کے نکاح اور تزویج کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ما انا ازواج بناجی ولکن اللہ تعالیٰ یزوجھن

"یعنی میں اپنی بیٹیوں کو اپنی مرضی سے کسی کی تزویج میں نہیں دیتا، بلکہ

اللہ کی طرف سے ان کے نکاحوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔"

بخاری شریف میں آتا ہے کہ جب حضرت حفصہ بنت عمر بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تامل کیا، لیکن دوسری روایتوں میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں تم کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے تم سے بہتر آدمی ڈھونڈتا ہوں تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کردو اور میں اپنی لڑکی (ام کلثوم) کی شادی عثمان سے کردیتا ہوں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف سیدنا عثمان کیلئے ایک نعمت عظمیٰ تھی...... لیکن سیدہ رقیہ کے انتقال سے انہیں سخت صدمہ ہوا، وہ ہر وقت اس غم میں ڈوبے رہتے تھے کہ سرور کائنات سے میرا رشتہ مصاحبت منقطع ہوگیاں ہے۔

چنانچہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غمگین دیکھا تو فرمایا:

مالی اراك مهموما؟

"عثمان میں تمہیں کیوں غمزدہ دیکھ رہا ہوں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان عرض کرتے ہیں کہ آقا مصیبت کا جو پہاڑ مجھ پر گرا ہے کسی اور پر نہیں گرا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مغموم کیوں نہ ہوں؟

ماتت ابنة رسول الله التی کانت عندی وانقطع ظهری وانقطع الصهر بینی و بینك۔

"اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی جو میرے نکاح میں تھی۔ انتقال فرماگئیں جس سے میری کمر ٹوٹ گئی اور وہ رشتہ مصاحبت بھی ختم ہوگیا جو میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا کہ یہ جبرائیل میرے پاس آئے

ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہر پر جو رقیہ کا تھا۔ ام کلثوم کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں۔ (ابن ماجہ)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ربیع الاوّل ۳ھ میں ہوئی اور جمادی الاخریٰ ۳ھ میں رخصتی ہوئی۔ (اسد الغابہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک منفرد اعزاز:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو لخت جگر آئیں جس کی وجہ سے ان کو "ذوالنورین" کہا جاتا ہے۔

اسی طرح انہیں دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا، ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ کی طرف تو ذوالہجرتین کا لقب حاصل ہوا۔

ابن عساکر میں ہے:

"آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی انسان ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں کسی پیغمبر کی دو بیٹیاں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے محبت:

سیدنا عثمان ابن عفان اپنی زوجہ محترمہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بہت دلداری فرمایا کرتے تھے اور اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو............سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی طبعی طور پر بڑی خوش لباس تھیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی انہیں اچھے سے اچھے لباس مہیا فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انه رایٔ علی ام کلثوم بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم برد حریر سیراء۔

"کہ انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گراں قیمت ریشمی چادر دیکھی۔ (بخاری ج ۲ ص ۸۶۸)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک بلند اخلاق شوہر:

سیدنا عثمان بن عفان بلند اخلاق کے مالک تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کے مراسم نہایت مخلصانہ تھے اور جب تک سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں رہیں- (یکے بعد دیگرے) ان کی حیات مستعار میں کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا کہ سوکنوں میں عموماً چپقلش ہو جاتی ہے اور باہمی مناقشات جنم لیتے ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نکاح جائز ہوتے ہوئے بھی نکاح نہیں فرمایا اور اس کی وجہ بنات رسول کے ساتھ محبت اور اکرام نبوت تھا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بعد متعدد نکاح فرمائے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بے مثال شوہر:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو۔ تمام صحابہ کرامؓ میں یہ صفت موجود تھی اور یہ صفت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالہ عقد میں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ان کے پاس گئے اور فرمایا:

”بیٹی ابو عمرو یعنی عثمان کہاں ہیں۔“

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کسی کام سے گئے ہوئے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”ابا جان وہ بہت اچھے اور بلند مرتبہ شوہر ثابت ہوئے ہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیٹی کیوں نہ ہوں، وہ دنیا میں تمہارے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے صحابہؓ میں

سب سے زیادہ میرے اخلاق و عادات سے مشابہ ہیں۔ (سیرت حلبیہ ج ۴ ص ۴۴)

عدم اولاد:

روایات کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تیسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی شعبان ۹ ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو داغ مفارقت دے کر عدم ہستی سے ہستی عدم نما کو انتقال فرما گئیں۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا چھ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۵)

وتوفيت ام کلثوم في حيات النبي صلی اللہ علیہ وسلم في شعبان سنة تسع من الهجرة۔ (تفسير قرطبي)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بیٹیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فوت ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلی:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال پر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پھر غموں کے سمندر میں ڈوب گئے۔ ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

لو كن عشر الزوجتهن عثمان۔

"اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں ان کا نکاح عثمان سے کرتا۔" (طبقات ابن سعد)

سیدہ کا غسل و جنازہ:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کے غسل وکفن کے انتظامات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائے۔ سیدہ کو غسل اسماء بنت عمیسؓ، سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلبؓ، لیلیٰ بنت قانفؓ اور ام عطیہ انصاریہؓ نے دیا۔

غسل وکفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز جنازہ خود پڑھائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ ادا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعائیں فرمائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر آمین کہنے والے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۶)

سیدہ کی تدفین:

نمازِ جنازہ کے بعد آپ کو دفن کرنے کیلئے جنت البقیع میں لایا گیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تدفین کے وقت موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو:

ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس علی القبر فرائیت عینیہ تدمعان۔

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی (ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی) قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ) دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔" (بخاری ج ۱ ص ۱۷۳)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

ولادت باسعادت:

سیدہ فاطمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ بعثت نبوی کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک 41 سال تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

القاب:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القاب میں چند مشہور القاب زہراء، بتول، زاکیہ، راضیہ، طاہرہ، بضعۃ الرسول، سیدۃ النساء اہل الجنۃ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پرورش:

ان کی پرورش اور تربیت سیدہ خدیجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور انہیں کی نگرانی میں سن شعور کو پہنچیں۔

شمائل وخصائل:

مسلم شریف میں ہے:

’فاقبلت فاطمه تمشی ماتخطئی مثیة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً۔

”یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جس وقت چلتی تھیں تو آپ کی چال ڈھال اپنے والد امام الانبیاء کے بالکل مشابہ ہوتی تھی۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے قیام وقعود نشست و برخاست، عادات واطوار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

اسلام کے لئے آزمائش:

قریش مکہ نے اسلام کے آفاقی پیغام کو روکنے کے لئے ہر طرح کی تدابیر اختیار کیں اور باعث تخلیق کائنات کے مقدس وجود کو زخمی کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے، قریش کے چند اشرار نے شرارت کرتے ہوئے اونٹ کی اوجھ لا کر خیر الانام کے اوپر رکھ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت سجدہ میں تھے۔قریش اس حرکت پر مسرور ہوئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچپن تھا کسی نے جا کر بتلایا تو دوڑتی ہوئی تشریف لائیں اور اس بوجھ کو اتارا اور کفار سے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

ذہبی وحلان نے سیرت حلبیہ کے حاشیہ پر لکھا ہے:

''علامہ جلال الدین سیوطی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہ کو کسی بات پر تھپڑ مارا، کمسن سیدہ روتی ہوئی سید الاولین و الاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا بیٹی جاؤ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو۔ وہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سنایا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی انگلی پکڑی اور سیدھے ابوجہل کے پاس گئے، اور سیدہؓ سے کہا کہ جس طرح اس نے تھپڑ مارا ہے تم بھی اسے تھپڑ مارو۔ اگر یہ کچھ

بولے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔

چنانچہ سیدہؓ نے ابوجہل کو تھپڑ امارا اور گھر جا کر حضور ﷺ کو سارا واقعہ سنایا تو حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی، اے اللہ! ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے اس سلوک کو نہ بھولنا۔ حضور ﷺ کی اس دعا کی برکت سے چند سال بعد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے۔'' (سیرت فاطمہ ص ۴۷)

شعب ابی طالب میں محصوری:

اسلام کا راستہ روکنے کے لئے کفار مکہ نے حضور ﷺ کے خاندان، صحابہؓ، ازواجؓ و بناتؓ کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ صبر آزما لمحات اپنے اعزہ و اقارب اور عظیم والدین کے ہمراہ صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیے۔

ہجرت:

حضور ﷺ و صحابہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ شریف تشریف لے گئے اس وقت سیدہ فاطمہ و ام کلثوم مکہ میں تھیں۔ حضور ﷺ نے انہیں لانے کے لئے زیدؓ بن حارثہ اور ابو رافعؓ کو متعین فرمایا اور ان کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم عنائیت فرمائے تا کہ سفری اخراجات اس سے پورے کیے جا سکیں یہ دونوں بنات طیبات ان کے ہمراہ مدینہ تشریف لائیں۔

تزویج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

ماہ رجب ۲ ہجری میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور نکاح کا مہر چار صد مشکال مقرر کیا گیا نکاح کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی

عمر اکیس یا چوبیس برس اور سیدہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ اٹھارہ یا انیس سال تھی۔

تقریب نکاح:

اس نکاح کی تقریب سعید میں سید نا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور شادی کے گواہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ تھے (ذخائر العقبی المحب الطبری ص ۳۰)

جہیز:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے:

1۔ ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

2۔ ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

3۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

4۔ ایک مشکیزہ۔

5۔ دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لئے۔

6۔ ایک چکی۔

7۔ ایک پیالہ۔

8۔ دو چادریں۔

9۔ ایک جاء نماز۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

الفاطمة سيدة نساء اهل الجنة

"فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہے" (البدایۃ)

فاطمہؓ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔ (کنز العمال)

صحیح بخاری میں روایت ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ فاطمہؓ خواتین امت کی سردار ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا اور جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا، جس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے۔

حصول مکان اور سیدہ کی رخصتی:

سیدہ کی رخصتی کے سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک نکاح کے فوراً بعد، بعض کے نزدیک ایک ماہ بعد اور بعض اصحاب، سیر کے نزدیک سات مہینے یا ساڑھے نو مہینے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ (واللہ اعلم)

نکاح کے بعد حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اپنے سینے پر ان کا سر رکھا پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ حضرت علی کے ہاتھ میں دے کر فرمایا!

"اے علی پیغمبر ﷺ کی بیٹی تجھے مبارک ہو"،

اور ....اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تیرا شوہر بہت اچھا ہے اب تم دونوں میاں بیوی اپنے گھر جاؤ۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی تیاری:

نبی اقدس ﷺ نے اپنی لخت جگر کی رخصتی کے لئے تمام تیاری سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمائی اور سیدہ فرماتی ہیں کہ ہم نے وادی بطحا سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی، اس مکان کو لیپا پونچا اور صاف کیا، پھر اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار کئے اور خرما اور منقی سے خوراک تیار کی اور پینے کے لئے شیریں پانی مہیا کیا، پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑ دی تا کہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جا سکے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تمام کام بحکم رسول بخوبی سرانجام دیئے اور اس وجہ سے ماں اور بیٹی کی محبت میں اضافہ ہوا اور سیدہ فرماتی ہیں کہ

"فما رایتا عرسا احسن من عرس فاطمه"

''یعنی فاطمہؓ کی شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی''

(ابن ماجہ کتاب النکاح)

دعوتِ ولیمہ کا اہتمام:

رخصتی کے بعد دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس میں جو کی روٹی کھجور اور پنیر سے اپنے احباب کے لئے دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا اور یہ مختصر دعوت ولیمہ تھی جس میں نہ تکلف تھا، نہ تصنع اور نہ قبائلی تفاخر۔

دعوت ولیمہ سنت طریقہ ہے اس سنت کو سادگی کے ساتھ بغیر نمود و نمائش کے ادا کیا گیا اور اہل اسلام کے لئے اس میں عملی نمونہ پیش کیا گیا۔

(تاریخ الخمیس ج ا ص ۴۱۱)

خانگی امور کی تقسیم کار:

آقا علیہ السلام نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان خانگی امور کی تقسیم اس طرح فرمائی کہ

فاطمہ رضی اللہ عنہا اندرون خانہ سارا کام کاج سر انجام دیں گی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہ بیرون خانہ کے فرائض بجالائیں گے۔

غزوہ احد میں خدمت رسول:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد میں زخمی ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کی مرہم پٹی کا بے مثال کارنامہ سرانجام دینے والی شخصیت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

اور بخاری شریف میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غزوہ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھو رہی تھیں اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے جب دیکھا کہ پانی ڈالنے کی وجہ سے خون بہہ رہا ہے تو ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخموں پر لگائی جس سے خون بند ہو گیا (بخاری جلد ثانی ص ۵۷۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ سے بہت محبت فرماتے جب ملنے کی غرض سے تشریف لاتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے، ماتھے پر بوسہ دیتے اور اپنے ساتھ بیٹھا لیتے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو سیدہ رضی اللہ عنہا احتراماً کھڑی ہو جاتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی نشست پر بٹھا لیتی تھیں۔

ماں سے محبت کرنے کا حکم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے سیدہ بھی تشریف فرما تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا!

"اے بنیۃ الست تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ھذہ"

''اے بیٹی! جس کو میں محبوب رکھتا ہوں کیا تو اسے محبوب نہیں رکھتی؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیوں نہیں، میں محبوب رکھتی ہوں، تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کیا کر۔''

داغ پدری:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۲۹ سال تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑی محبت تھی، کیونکہ اب صرف اولاد میں وہی باحیات تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے ایک دن قبل بلایا اور جب تشریف لائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں باتیں کہیں، سیدہ رضی اللہ عنہا آبدیدہ ہوئیں پھر بلا کر کان میں کچھ کہا تو ہنس پڑیں۔

جب سیدہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا، تو عرض کرنے لگیں کہ پہلی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی حالت میں انتقال کروں گا، تو مجھے رونا آ گیا اور دوسری دفعہ فرمایا کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھے آ کر ملو گی تو میں ہنسنے لگی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر نہایت دردو سوز کے عالم میں فرمایا تھا!

صبت	علی	مصائب	لوانہا
صبت	علی الایام	سرن	لیا لیا

''مجھ پر مصیبتوں کے اس قدر پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہی مصیبتوں کے پہاڑ دنوں پر ٹوٹتے تو دن بھی رات بن جاتے۔''

سیدہؓ کا انتقال:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رمضان ۱۱ھ میں انتقال فرما گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی مجھے آ کر ملو گی، پوری ہو گئی، یہ منگل کا دن اور رمضان المبارک کی تیسری تاریخ تھی۔

سیدہ کی تجہیز و تکفین:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

سیدہ رضی اللہ عنہا کو غسل حضرت ابوبکر صدیق کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے دیا، معاونت میں حضرت ابو رافع (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے) کی بیوی سلمٰی اور امّ ایمن شامل تھیں، اس سارے انتظام کی نگرانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۷۸)

سیدہؓ کا جنازہ:

غسل تجہیزؒ و تکفین کے بعد سیدہؓ کے جنازہ کا مسئلہ پیش آیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول شیخین تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سیدہؓ کی نماز جنازہ پڑھائیں، کیونکہ میں آپ کی موجودگی میں جنازہ پڑھانے کے لئے پیش قدمی نہیں کر سکتا یہ آپ ہی کا حق ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چار تکبیر کے ساتھ جنازہ پڑھایا، تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں صلوٰۃ جنازہ ادا کی۔

بنات اربعہ میں مولانا محمد نافع صاحب نے بحوالہ طبقات ابن سعد لکھا ہے:

عن حماد عن ابراھیم قال صل ابو بکر الصدیقؓ علی فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ فکبر علیھا اربعاً۔

"یعنی ابراہیم (النخعی) فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں"

اولاد سیدہ:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خالق نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پانچ اولادیں عطا فرمائیں، تین لڑکے اور دو لڑکیاں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1 حضرت حسن رضی اللہ عنہ

2۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

3۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

4۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

5۔ حضرت محسن رضی اللہ عنہ

حضرت محسن صغر سنی میں فوت ہو گئے، باقی اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کو نہایت محبت تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کو بہت محبوب رکھتے تھے۔

حلیہ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حلیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا جلتا تھا، صورت و گفتار و رفتار اور ظاہری و باطنی اوصاف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں۔

شمائل:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ سچی اور صاف بات کہتی تھیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے صدق مقال اور صاف گوئی کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے:

''میں نے فاطمہ کے والد بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا فاطمہ سے زیادہ سچا اور صاف گو کوئی نہ دیکھا۔'' (الاستیعاب)

سیدہ کی عبادت اور شب بیداری:

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محراب عبادت میں، اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد و ثناء کرتے، دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا، یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے لئے مانگتی تھیں۔

ساری ساری رات نماز میں گزار دیتیں، تکلیف اور بیماری کے ایام میں بھی عبادت الٰہی کو ترک نہ کرتیں۔

سیدہ کی شرم وحیاء:

ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا!

''بیٹی ذرا بتاؤ تو عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے؟''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا!

''عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے''۔

حد درجہ حیاء دار تھیں کہ عورتوں کے جنازہ کا بے پردہ نکلنا پسند نہ تھا، اس بناء پر وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ کو رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

ایثار وسخاوت:

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہوگی؟ سیدہ نے فرمایا۔

''تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔''

انسانی ہمدردی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

احسن الناس خادم الناس

''لوگوں میں سب سے بہتر وہ انسان ہے جو دوسروں کی خدمت بجا لاتا ہے۔''

سیدہ میں انسانی ہمدردی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ایک مرتبہ چکی پیس رہی تھیں کہ ساتھ والے گھر سے دردناک آواز کانوں میں سنائی دی، اپنی کنیز

لے ساتھ ان کے گھر تشریف لائیں، دیکھا کہ پڑوسن دردزہ میں مبتلا ہے، گھر والے سخت پریشان تھے سیدہ نے ان کو تسلی دی اور کنیز کے ساتھ مل کر زچہ کی اس تندہی سے خدمت کی، زچہ بچہ کی جانیں بچ گئیں، اس خدمت پر خوش و خرم گھر لوٹیں کہ گویا سارے جہان کی نعمتیں مل گئی ہوں۔

فضائل سیدہؓ بزبانِ رسالت ﷺ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا......

سیدۃ نساء اھل الجنۃ۔

''فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت کی عورتوں کی سردار مریم علیہ السلام پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر آسیہ (زوجہ فرعون) ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا......تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریم علیہا السلام، خدیجہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آسیہ کافی ہیں۔(ترمذی)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا......

الفاطمۃ سیدۃ النساء العالمین

''فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔'' (اصابہ)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا...... فاطمہ رضی اللہ عنہا خواتین امت کی سردار ہیں۔(بخاری)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا فاطمہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔(کنزالعمال)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ان الله یغضب بغضبك و یرضی لرضاك۔

"جس سے تو ناراض ہوگی اللہ بھی اس سے ناراض ہوگا اور جس سے تو راضی ہوگی اللہ بھی اس سے راضی ہوگا۔" (مستدرک)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے زمین پر چار خط کھینچے، پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ تمام حاضرین نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ، خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، ان کو جنت کی تمام عورتوں پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (الاستیعاب)

☆

☆☆☆

☆☆☆☆

ان الله یغضب بغضبك و یرضی لرضاك۔

''جس سے تو ناراض ہوگی اللہ بھی اس سے ناراض ہوگا اور جس سے تو راضی ہوگی اللہ بھی اس سے راضی ہوگا۔'' (مستدرک)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے زمین پر چار خط کھینچے، پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ تمام حاضرین نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ، خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم، ان کو جنت کی تمام عورتوں پر زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ (الاستیعاب)

☆

☆☆☆

☆☆☆☆

sponsored by e-iqra.info

مکتبہ سید احمد شہید
کچہری روڈ پسرور سیالکوٹ
0300-6175026